روسی نظام میں ٹوٹ پھوٹ

نعیم صدیقی

مجاہدینِ افغانستان کی قربانیوں نے پوری عالمی تاریخ کو متاثر کر دیا ہے اور سوویٹ یونین کی تو دیگ کا "تھلّے تک ہی ہلا دیا اے"۔ (پنجابی کا ترجمہ: دیگ کو تہ تک ہلا دیا ہے۔) روس کو اپنی فوجی قوت کی کمزوریوں کا پتہ چلا اور پھر گورباچوف نے جو نگاہ ذرا اوپر اٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔

مشکل یہ ہے کہ روس کا سوویٹ نظام بہ ترتیب جنگلہ در جنگلہ ایک ایسا قفس ہے جسے بدلنا آسان نہیں اور جس میں ایک سے زیادہ قوتیں ایک دوسرے کی گھات لگائے بیٹھی ہیں۔ وہ تو خوش قسمتی سے ایک لمحۂ اعصاب شکن افغانیوں کی مہربانی سے روسیوں اور ان کے محکموں اور افسروں اور کمیونسٹ پارٹی پر ایسا چھایا ہے کہ گورباچوف کو تھوڑا سا چھید کر کے رد و بدل کرنے کا کچھ موقع مل گیا ہے۔

روس میں مظاہرات

تبدیلی کرنے میں مدد دینے والی ایک اور چیز مؤثر ہو گئی۔ وہ روس جس میں چڑیا پر نہیں مار سکتی تھی، اور کبوتر غٹرغوں نہیں کر سکتے تھے، وہاں ہر طرف مظاہرات کا ایک طوفان امڈ پڑا۔ یہ جراتِ اظہار بھی روسی پبلک کو افغانستانی مجاہدین کا عطیہ ہے۔

مظاہرات ایک تو وہ ہیں جو روس کے اثر میں آتے ہوئے مغربی ملکوں میں اٹھ رہے ہیں۔ مگر ہم یہاں صرف ان کا ذکر کریں گے جو خود روس کی اپنی سرزمین پہ U.S.S.R کی جابرانہ حکومت کے تحت رونما ہوئے ہیں۔

ماسکو میں ہونے والی اسپیشل پارٹی کانفرنس کے سلسلے میں ہزارہا سوویٹ باشندے سڑکوں

پر نکل آئے۔ یہ اپنی دیرینہ اُمنگوں کے اظہار کے ساتھ معاشی جابروں کی مذمت اور مزید جمہوریت کا مطالبہ کر رہے تھے
بالٹک اسٹیٹس۔ ایک لاکھ ایسٹونیوں نے ماسکو کانفرنس کے ڈیلی گیٹس کو الوداع کرتے ہوئے ان سے اپیل کی کہ وہ ماسکو سے اپنے ساتھ آزادی کو واپس لے کے آئیں۔
لتھوانیا کے ۶۰ ہزار افراد نے دارالحکومت کے مظاہروں میں حصہ لیا جو ری پبلک کے لیے زیادہ اقتصادی حق حاصل کرنے کے لیے تھے۔ نیز لتھوانی زبان کو سرکاری زبان قرار دینے کا مطالبہ کیا۔
لٹویا میں جو بالٹک کی سب سے زیادہ چپ چپاتی ریاست ہے، ریگا کے مقام پر ۵۰ ہزار مظاہرین نے ان لٹویَن شہریوں کی تقریب منائی جن کو اسٹالن نے جون ۱۹۴۱ء میں انبوہ در انبوہ علاقہ بدر کر دیا تھا۔ اس موقع پر زمانہ قدیم کے آزاد لٹویا کا جھنڈا لہرا گیا۔ نیز ماسکو سے مزید اقتصادی آزادی کا مطالبہ کیا گیا۔
آرمینیائی لوگوں نے کئی روز سے جلسوں اور مظاہروں کا پروگرام شروع کر رکھا تھا۔ جون ۱۸، ۱۹ کو تشدد کا الزام لگایا گیا۔ ۱۲ اموات ہوئیں[1]
بحیرۂ اسود کے کنارے ۵ ہزار تاتاریوں نے ہڑتال کر دی۔ وہ کرائمیا کے آبائی وطن کا مطالبہ کر رہے تھے، جہاں سے ۱۹۴۴ء میں اسٹالین نے ان کے آباؤ اجداد کو نکال باہر کیا اور کرائمیا کو رُوس کی خود مختار ری پبلک بنا دیا۔ ان لوگوں کے ہم وطن و ہم نسل ماسکو میں بھی مظاہرات کر رہے تھے۔ ۱۸، ۱۹ جون کو پولیس نے ۵ تاتاریوں کو گرفتار کیا جو پارٹی کانفرنس میں اپنا مطالبہ پیش کرنا چاہتے تھے۔
۱۵۰ تاتاریوں نے ماسکو سٹی ہال کے سامنے مظاہرہ کیا۔ پولیس نے انہیں روکا اور ۳۰ افراد

---

[1] لکھتے وقت مورخہ ۱۲ رجولائی کی تازہ اطلاع ہے کہ جمہوریہ آرمینیا کے دارالحکومت میں لاکھوں افراد نے جمع ہو کر ایک بہت بڑا مظاہرہ کیا، حالانکہ شہر میں روسی فوجی دستے تعینات کیے گئے تھے۔

کو گرفتار کر لیا۔ اس سے قبل تاشقند میں پولیس والوں نے ۲۰ ہزار تاتاریوں کے ایک مظاہرے کو منتشر کیا۔

مشرقِ بعید کے روسی جزیرہ SAKHALIN ISLAND پر YZHNO-SAKHALINSK میں دو بڑے مظاہرے ہوئے۔ مگر ان کا ہدف گورباچوف والی کانفرنس کے لیے غیر موزوں ڈیلیگیٹ چننے کا معاملہ تھا۔

شہر OMSK میں ۲۹ مئی کو تقریباً ۲ ہزار افراد کے ہجوم نے ماسکو والی بڑی کانفرنس کے ڈیلیگیٹوں کو غیر جمہوری طریق سے منتخب کرنے کے خلاف مظاہرہ کیا۔

KUYLESHEV میں دس ہزار افراد نے مظاہرہ کیا اور ۶ ہزار نے ڈیلیگیٹوں کے انتخاب میں زیادہ جمہوری طریقہ اختیار کرنے کے مسالے پر دستخط کیے۔

ماسکو میں کثیر جماعتی سسٹم کے حامیوں میں سے ۱۱ جون کو ۲ افراد گرفتار کیے گئے۔ ۲۸ جون کو سات مزید پکڑے گئے۔ ۲۵ جون کو ۱۴۰۰ افراد نے مظاہرہ کیا (جس میں آندرے سخاروف نے بھی شرکت کی)۔ یہاں بھی مطالبہ یہ تھا کہ مزید جمہوریت دی جائے اور دوسرے یہ کہ اسٹالین کے مظالم کا شکار ہونے والوں کی یادگار تعمیر کی جائے۔

جبریت کا آغازِ شکست مظاہرات کے اس طوفان کا جائزہ لینے سے آپ یہ اندازہ بخوبی کر سکتے ہیں کہ آمریت و جبریت اور ظلم و استبداد، اور اندھی قسم کی اجتماعیت اور اذیتیں سہنے والوں کو "آہ" کرنے کی اجازت نہ دینے والا سیاسی و قانونی ماحول انسانی فطرت سے کس بُری طرح متصادم ہے۔۔۔ آدھی صدی تک کروڑوں لوگوں کو جن خیالات و احساسات کے محو کرنے کے لیے ظلم کی چکی میں پیسا گیا۔ ان میں ہر ایک اپنی بنیادی اور قدیم روایت و اقدار کا جھنڈا آج بھی بلند کر رہا ہے۔

نسل والوں کو اپنی نسل کی اہمیت یاد ہے، فرد کے اندر حقوق کی پیاس موجود ہے۔ ہجرت ترکِ وطن کرنے والے اپنے سیاسی وطنوں میں لوٹنا چاہتے ہیں۔ کسان کھیت سے زیادہ قریبی رشتہ یگانگت چاہتا ہے۔ اہلِ مذہب کے گرد جو جبری الحاد و دہریت کا دھواں (ڈیزل آئل کا سا دھواں) برسوں سے پھیلا ہوا ہے اور جس میں عقیدے اور جذبے سانس بھی نہیں لے سکتے، ان کی مذہب کے لیے مخفی کشش اور ان کا سینہ بہ سینہ ذوقِ روحانیت، سب سے نئی نئی کونپلیں نکل رہی ہیں۔ مذہبی

اداروں کی رونقیں بڑھ رہی ہیں، تفریحیں منانے کا رجحان پہلے سے زیادہ ترقی پر ہے۔ خدا پرستی کے اعتقاد کے لیے جو خوف کا پردہ کام کر رہا تھا وہ چاک چاک ہو رہا ہے۔

میرا مطلب یہ ہے کہ انسانی فطرت کو کئی سال تک کچلنے کا جو شدید رویہ اختیار کیا گیا ہے اس کا ماحصل در حقیقت صفر ہے۔ پیچھے پلٹ کر سارا سفر از سر نو طے کرنا ہوگا۔

عقل پرستوں اور مادہ پرستوں کے لیے بڑا دردناک سبق ہے۔

نئی تبدیلی کا سرسری جائزہ

قارئین کرام! فطرتِ انسانی کے دبے ہوئے تقاضوں کا یہ دباؤ اور انسانی انتہا پسندیوں کا یہ ردعمل جسے جہادِ افغانستان نے بڑھا دیا ہے، آج روس میں ایک اہم سیاسی و اقتصادی تبدیلی کا ذریعہ بن رہا ہے۔

ہر چند کہ تبدیلی کا موجودہ محاذ اپنے اصل مقام سے بہت پیچھے ہٹ کر ہے، مگر یہ تبدیلی ایسی ہے کہ اس میں ایک دروازہ کھلنے کے بعد، دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا کھلتا چلا جاتا ہے۔

سوشلزم کے بے جا بندھنوں کو کاٹ ڈالنے کا کام بہت پہلے چین نے کر لیا تھا جس پر روس والے ترمیم پسندی کے طعنے دیا کرتے تھے۔ اور اس ترمیم پسندی نے اب اپنے قدم اور بھی آگے بڑھا دیے ہیں۔ اب خود روس میں بھی ایک بڑی ترمیم (بلکہ توڑ پھوڑ) شروع ہو رہی ہے۔ پورے عالمی ماحول کا دباؤ بھی کام کر رہا ہے۔ اب ذرا اعلان شدہ نقشۂ تغیر کا سرسری ذکر۔

پہلی بڑی بات یہ ہے کہ اب ایک طرح کی صدارتی جمہوریت (ناقص سی) ہوگی جس کو چلانے کے لیے ۵ ہزار قومی ڈیلی گیٹس پر مشتمل ایک کانگریس وجود میں آئے گی۔ اور دو ایوانوں کے لیے ۱۵۰۰ ارکان کا انتخاب ہوگا اور ۷۵۰ ارکان خاص خاص اداروں اور تنظیموں کی طرف سے شامل ہوں گے۔ کانگریس ایک صدر کو چنے گی جو ۵ سال تک رہے گا۔ (زیادہ سے زیادہ ایک بار اور انتخاب میں آ سکتا ہے۔) اس صدر کو داخلی، خارجی اور دفاعی تمام امور اور پالیسیوں پر پورے اختیارات ہوں گے۔ صدر فرانس کی طرح وزیر اعظم مقرر کرے گا۔ اس مرکزی صدارتی نظام کا انعکاس صوبوں میں بھی ہوگا۔ فرد کو اس کے حقوق حاصل ہوں گے۔ کمیونسٹ پارٹی کو اس کی بیوروکریسی کے آرڈروں کے ذریعے تسلط حاصل نہیں رہے گا، بلکہ یہ آرڈروں کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ پریس کو آزادی ہوگی کسانوں کو کھیت مہیا کیے جائیں گے، جن میں وہ مالکانہ جذبے سے کام کر سکیں گے۔

استالین ازم کی اندھی جبریت دوسری بڑی بات یہ کہ استالین ازم نے اندھی جبریت سے کام لے کر ملک کو صنعتی بنانے کے لیے انتہا پسندانہ پالیسی اختیار کی اور پانچ سالہ منصوبہ بنایا جس کی وجہ سے بے شمار تباہی مچی۔ اس قسم کی اندھی نظریہ پرستی اور قدامت پرستی پر تعمیری اغراض کے لیے ملک کی بنیاد کو کھڑا کرنے کا امکان معماران نو کو تسلیم نہیں۔

ضمناً یہاں بتا دیا جائے کہ استالین[1] کا اقدام گویا ایک نیا روسی انقلاب تھا جو ۱۹۱۷ء کے مقابلے میں بہت ہمہ گیر تھا۔ اس کی بھرپور چوٹ کسانوں پر پڑی۔ یہاں ذرا دہشت گردی کے اس دورِ مظالم کی ایک جھلک پیش کی جاتی ہے۔ ۲ کروڑ ۵۰ لاکھ گھروں کو زبردستی حکومتی کھیت بندیوں اور کمیونزم میں جذب کر دیا گیا۔ مزاحمت کرنے والوں کے لیے فوج میدان میں آگئی۔ گروہ کے گروہ پکڑے گئے اور گولیوں سے اڑا دیئے گئے۔ یا جبری نظر بندی کے بیگار کیمپوں کی تاریکیوں میں دھکیل دیئے گئے۔ یوکرین میں قحط پڑا اور اس سال میں بھی ظالم حکومت نے غلّے کی برآمد جاری رکھی۔ مقامی لوگ، خصوصاً بچے بلک بلک کر مر رہے تھے۔ اس مرحلے میں ایک کروڑ کسان ہلاکت کا نشانہ بن گئے۔

بعد ازاں اس شخص نے بہ حیثیت سیکرٹری جنرل پارٹی، کمیونسٹ پارٹی کے ان ممبران کو نشانہ بنایا جو اسے کامیاب بنانے میں حصہ دار تھے، اس نے اہم لوگوں کو قتل کرایا۔ جنگی کونسل کے ۸۰ میں سے ۷۰ ارکان، فوج کے ۵ میں سے ۳ مارشل، ۲۰ فیصد جرنیل، ۳۰ ہزار افسر موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد لینن نے جو انتہائی معتمد افراد پر مشتمل کابینہ بنائی تھی، اس میں سے خود استالین کے سوا کوئی نہ بچا۔ عمل تطہیر (۱۹۳۰-۳۳ء) میں ۱۱ میں سے ۹ وزراء کا خاتمہ، پارٹی کی مرکزی تنظیم کے ۵۳ میں سے ۳۴ ارکان کو گولی سے مار اگیا۔ روس کا

---

[1] ذرا یہ بھی خیال رہے کہ پیراوداکا اجرا کرنے والا یہ شخص جولائی ۱۹۰۳ء سے مارچ ۱۹۱۷ء تک سائبیریا میں جلاوطن رہا (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا۔ پندرھواں ایڈیشن، جلد ۲۸، ص ۱۹۷)۔ اس کے متعلق لینن نے موت سے پہلے سیاسی ہدایت نامہ لکھ کر چھوڑا جس کی اشاعت بھی ہوئی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ استالین کو سیکرٹری جنرل کی پوسٹ سے ہٹا دیا جائے۔ یہ تباہ کن ہے۔ (حوالہ سابق)

مسودۂ دستور تیار کرنے والے ۳۷ معروف اشتراکیوں میں سے ۱۵ کا خاتمہ[1]

متذکرہ عملِ تطہیر کے کچھ اور اعداد و شمار :

ـ بڑے پادری اور رؤسا	۳۱	ـ دوسرے اہل کلیسا	۱۵۶۰
ـ جج وکلا مجسٹریٹ	۳۴۵۸۵	ـ امراء و رؤسا	۹۰۸۹۰
ـ فوجی افسر	۵۶۳۴۰	ـ مزدور اور محنت کش	۱۹۶۰۰۰
ـ کسان اور کاشتکار	۸۹۵۰۰۰	ـ سپاہی اور ملاح	۲۶۸۰۰۰

مولانا مودودیؒ نے روسی تباہی کے حاصل مطالعہ کو اس عنوان کے تحت سمیٹا ہے کہ " اشتراکیت کا میزانیۂ نفع و نقصان" ۔ اعداد و شمار کا خلاصہ ملاحظہ ہو جس کا تعلق صرف اسٹالین کے دور سے نہیں بلکہ لینن کا زمانہ بھی شامل ہے ۔

ہلاکت	۱۹ لاکھ افراد
مختلف سزائیں	۲۰ لاکھ افراد
ملک چھوڑنے والے	۴۰/۵۰ لاکھ افراد[2]

مظالم کا ردِ عمل اتنے بڑے پیمانے کے مظالم ایک ایسے نظریہ و نظام کے لیے کر ڈالے گئے جس کی صداقت روز بروز مشتبہ ہوتی گئی اور اب وہ وقت آ گیا ہے کہ اس میں اتنی تبدیلی کر دی جائے جتنی کے لیے حالات سازگار ہیں ۔ ظاہر ہے کہ نئے نیم جمہوری اور ایک جماعتی نظام کا ظہور " پارٹی " کے اقتدارِ کامل کے لیے ایک ضرب ہے ۔ اور پارٹی کے لیے روس کا خود مختار جاسوسی نظام اپنے آپ کو برتر سمجھتا ہے اور حسبِ ضرورت قتل مقاتلہ اور دوسرے جرائم کرتا رہتا ہے ۔ ان حالات میں اگر گورباچوف کی مجوزہ تبدیلی بھی کامیاب ہو جائے تو آگے کے لیے راستہ کھل سکتا ہے ۔

---

[1] حوالہ کے لیے : WHAT HAPPENS TO COMMUNISTS (ED 53) BY: MICHAEL PADYE & A SHORT HISTORY OF U.S.S.R.

[2] مولانا مودودیؒ ۔ اسلام اور جدید معاشی نظریات ۔ طبع اول دسمبر ۱۹۵۹ء ص ۶۷ ، ۶۸ ۔

گورباچوف صاحب اپنی مجوزہ تبدیلی کو ڈھانچے کی تشکیلِ نو (RESTRUCTURING) قرار دیتے ہیں - یعنی سوشلزم صحیح سلامت ہے، بس بیرونی ڈھانچہ بدلا جا رہا ہے - لیکن اس پر (ZBIGNIEW BRZEZINSKI) کا تبصرہ خوب ہے - وہ کہتا ہے کہ تم سٹالین کی اجتماعی جبریت کو تو چھوڑ کر نکل آئے - لیکن بات تو جب بنے گی جب لینن کے یک جماعتی نظام کے قفس کو بھی توڑ ڈالو - گویا یہ تبدیلی فی الحال ادھوری تبدیلی ہے -

لمحۂ فکریہ قارئین کرام ہم نے ایک خشک موضوع کے متعلق نہایت تھوڑا سا بوجھل مواد آپ کے سامنے ایک خاص مقصد سے لکھا ہے - مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ انسانی تاریخ ایسے بڑے بڑے حادثات سے بھری پڑی ہے کہ انسانوں نے خود اپنے ہی کسی مفروضے یا من گھڑت فلسفے کی بنیاد پر ایک سیاسی وقانونی اور معاشی نظام کھڑا کر دیا۔ پھر ایسے باطل نظام کے نفاذ و اجراء کے لیے بے تحاشا خون ریزیاں اور جبر کیشیاں کی گئیں - سب انسانیت کی بھلائی کا نام لے کے سوچا جاتا تھا اور انقلاب اُٹھائے جانے اور بادشاہتیں چلائی جاتیں، اسی کو زخموں سے چُور چُور کر دیا گیا -

کیا روس میں اور باہر کے روس پرستوں میں اس حقیقت کو سوچنے والا کوئی نہیں ہے کہ آخر ۷۰ سال کی نعرہ بازی، ستر سال کی خون ریزی، ستر سال کی انسان آزادی، ستر سال کی فلسفہ طرازی اور ستر سال کی اس ادب نگاری کی کیا قدر و قیمت جس نے انسان کو تباہی کے سوا کچھ نہ دیا -

ہمیشہ یہی ہوتا رہا کہ کسی شخص نے جس چیز کو چاہا حق و صداقت قرار دے کر اُسے انسانوں پر ٹھونس دیا، کہیں کسی مجلس نے جمع ہو کر اکثریت سے فیصلہ کر دیا اور وہ فیصلہ بغیر اس کے مسلط ہو گیا کہ کتنے دل مجروح ہوں گے اور کتنے مفاد تباہ ہوں گے اور کیا اخلاقی اثرات پیدا ہوں گے اور کیسے کیسے دُور رس نتائج اُبھریں گے -

انسانوں پر اس طرح کے تجربے کرتے رہنا جیسے ہر نو ایجاد دوا کے لیے بندروں، خرگوشوں، چوہوں اور مینڈکوں پر کیے جاتے ہیں، اور پھر ہر تجربے کا مرورِ ایام کے ساتھ باطل قرار پانا اور اس کے لیے دی جانے والی قربانیوں اور اس کے لیے کیے جانے والے مظالم کا لایعنی حیثیت اختیار کر جانا کتنا دردناک عمل ہے جو روز ہمارے سامنے بھی ہو رہا ہے اور ہمارے پیچھے کی اقوام میں بھی

ہوتا رہا ہے۔[1]

ہمارا پیغام انسانوں کے ایجاد کردہ انہی باطل ادیان، غلط فلسفوں اور مہلک نظریوں کی زد سے انسانیت کو بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے نظامِ عقاید و عبادات کے ساتھ ایک نظامِ سیاست و معیشت اور نظامِ قانون و عدل اور ضابطۂ جنگ و صلح بھی اُصولی طور پر طے کر دیا کہ ان اُصولوں کے فریم کے اندر وقت کی ضروریات کے مطابق کچھ جزئی فرق و اختلاف کی گنجائش ہے۔

سو ہمارا پیغام گورباچوف اور روس اور ساری دُنیا کے علاوہ خود اہلِ پاکستان کے لیے بھی یہی ہے کہ خدا کے بذریعہ وحی نازل کردہ فکر، نظام اور قانون کے آگے سرِ تسلیم خم کر دو، صرف اسی طریق سے فلاح و سعادت پاؤ گے، ورنہ انسانوں کے خود ساختہ باطل نظریے اور من گھڑت قوانین اور طاغوتی نظریات و مذاہب تمہیں ہمیشہ عذابوں اور تباہیوں سے گذارتے رہیں گے۔

بازبہ خویشتن نگر اگست کا مہینہ اس یاددہانی کے لیے بہت اچھا موقع فراہم کرتا ہے، کیونکہ اسی مہینے میں ہم کو آزادی ملی تھی اور ہم نے آزادی اور آزاد خطے کا حصول اسی خواہش اور وعدے پر چاہا تھا کہ اگر ہمیں موقع مل جائے تو اپنے دین اور نظامِ تہذیب کا احیا کر کے دُنیا بھر کے لیے ایک مینارۂ نُور کھڑا کر دیں۔

اسی کے لیے قربانیاں دی گئیں، اِسی مقصد کو سامنے رکھ کر لوگوں نے جانوں، مالوں اور عزتوں کی بربادی کو گوارا کیا۔

آج وقت ہے کہ گریبانوں میں منہ ڈالیں، اپنے ضمیروں کی آواز سُنیں، اور اب تک کی کوتاہیوں پر شرمسار ہوں اور ان کی جو دردناک سزائیں مل رہی ہیں اور جو قوتیں عذاب بن کے منہ پھاڑے کھڑی

---

[1] یہ عبرت ناک واقعہ بھی توجہ چاہتا ہے کہ افغانستان میں روسی حملہ آور فوج نے اپنے جان دینے والے خاص افسروں کی جو یادگاریں تعمیر کی تھیں، ان کی تخریب اب وہ اپنے ہی ہاتھوں سے کر کے جا رہے ہیں۔ کیونکہ بعد میں جو گت اُن کی بنے گی، اس کا موقع نہ آسکے۔

کھڑی ہیں۔ ان کے مقابلے میں خدا کی پناہ مانگیں اور پھر کمربستہ ہو جائیں اس پر کہ پہلے ہم اپنی انفرادی اور گھریلو زندگی میں اسلام کو نافذ کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہم ایسی کوششوں میں شریک ہوتے ہیں جو ملک بھر میں دینِ حق اور نظامِ اسلام کو کارفرما کرنے کے لیے کی جارہی ہیں۔

یہ کام اگر ہم کر سکے تو یہی حقیقی آزادی ہوگی۔

تعقل پرستی بخلاف اسلام | **اگست — اور یومِ آزادی — اور اقامتِ نظامِ اسلامی —**

یہ سامنے موضوعات یوں بھی سامنے ہیں اور یہ خطرناک نقشۂ احوال بھی نگاہوں میں ہے کہ مغرب کے فکری و ثقافتی غلام دانشوروں نے تعقل پرستی کے خم سے کی مہریں توڑ کر ساغر و مینا بھر لیے اور اب وہ اس سرمایۂ جمال و لطافت کو چاروں طرف اچھال رہے ہیں۔ ذرائع ابلاغ کے صفحوں اور اسکرینوں پر انہی کے میخانے کھلے ہیں۔ عقل پرستی ہمیشہ خواہشات پرستوں کا نقاب ہوتی ہے وہ شریعتِ اسلامی کے تصور سے تو خواب میں بھی چونک اُٹھتے ہوں گے کہ ہائے ہماری پیاری دلچسپیاں اور تفریحیں اور لذتیں اب کدھر جائیں گی۔ بعض لوگوں کو تو کوڑے مارنے کی سزا وحشیانہ معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ ہم جیل کے مناظر کے آشنا لوگ جانتے ہیں کہ ایسے متعدد موقعے تو ہمارے سامنے گذرے کہ اولادِ آدم پر محض جیل کے معمولی قواعد توڑنے یا کسی افسر کی خوشنودی سے محروم ہونے کے نتیجے میں تیس تیس جان لیوا کوڑے کھانے پڑے اور پھر کئی کئی دن ہسپتالوں میں علاج ہوتا رہا۔ انگریزی دور کی قائم شدہ اس روایت کے خلاف تو کبھی آپ پر ویسی کپکپی طاری نہ ہوئی جیسی زنا جیسے گھناؤنے اور گندے اور ذلیل جرم پر آپ کو محسوس ہوتی ہے[1]۔ آپ یک دم اُٹھتے ہیں اور قرآن، نبی اکرمؐ کی شریعت کی صف سے نکل کر زنا کے مجرم کے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کچھ یوں لگتا ہے جیسے انہیں اپنے آپ سے اس جرم کا کوئی تعلقِ خاص محسوس ہوتا ہے۔

[1] زیادہ سے زیادہ ایک اصلاحی صورت علماء یہ سوچ سکتے ہیں کہ ایسی سزائیں جیل کی چاردیواری ہی میں دی جائیں۔ اور وہاں "طائفة من المومنين" کی موجودگی کی شرط کو جیل کی آبادی کے علاوہ باہر سے پاس پر لائے جانے والے ۲۵، ۵۰ یا ۱۰۰ افراد کو اندر لا کر بٹھایا جائے۔

کچھ لوگ گواہی کے معاملہ میں قرآن پر پھبتی کسیں گے کہ عورت آدھی ہوگی۔ عورت پوری ہے، فرق اس کی ڈیوٹی اور ذمہ داری میں آتا ہے۔ ایسی فضول گوئی سے شریعت کا استہزا کر کے آپ اگر عام عقلی نظام و قانون کو قوم پر مسلط کریں تو اس کے انتہائی تلخ نتائج بھگتنے ہوں گے، مگر ۵۰، ۶۰ سال کی اذیتوں سے گزرنے کے بعد احساس ہوگا کہ کچھ غلطی ہوگئی۔ مگر آپ کی معبود عقل آپ کو پھر بھی شریعت کی طرف جانے سے روک کر کسی نئے تجربے کی طرف دھکیل دے گی۔ اسی طریقے سے ساری تاریخ میں قومیں اور معاشرے خراب ہوتے رہے ہیں۔

ہماری ہر صاحب ایمان سے درخواست ہے کہ وہ عقل سے کام ضرور لے مگر عقل پرستی سے نکلے جو سیکولرازم اور لبرلزم کا درس دیتی ہے۔ اور جو خدا اور رسول ؐ کے دین اور اسلامی قانون و شریعت کا مذاق اڑاتی ہے۔

تمام دینی جماعتیں اور اسلام سے قلبی وابستگی رکھنے والے افراد دینیت پسند عقل کے خلاف پیغامِ حق کو لے کے اٹھیں اور شریعتِ اسلامی کا جھنڈا بلند کریں۔

تب ہماری حقیقی آزادی کا آغاز ہوگا اور تب اگست کے یوم آزادی کا حق ادا ہوگا۔

(بقیہ عورت کے چہرے کا پردہ)

کہ وہ دینِ اسلام کے ایک حکم کی پیروی کرتے ہوئے اجنبی مردوں سے اپنے چہروں کا پردہ کیا کریں یا پھر اسلام کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مغرب کی اندھی تقلید کرتی پھریں اور جو چاہے کریں۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ اس کی جواب دہ ہوں گی۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔